

دعوت و تحریک:

ہجرت جبše کے تناظر میں

سید جلال الدین عمری °

ملکہ میں اسلام کی دعوتِ عام شروع ہوئے ابھی دو ہی سال گزرے تھے کہ فضاؤں میں ارتشاش پیدا ہو گیا، ایک ہلچل سی مج گئی اور دعوت کو جاری رکھنا دشوار سے دشوار تر ہوتا چلا گیا۔ جو اصحاب اسلام قبول کر رہے تھے، ان کے لیے زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تک ہونے لگی۔ ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواہم اور دُور رس اقدامات کیے ان میں ایک اہم قدم یہ تھا کہ آپ نے صحابہ کرام کو جبše ہجرت کر جانے کا مشورہ دیا۔ یہ بعثت کے پانچویں سال کا واقعہ ہے۔

ہجرت جبše اسلام کی دعوت کی راہ میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے اسے کسی تدقیقیل سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ملک جبše: جبše ایک بڑی سلطنت تھی۔ اس کے حدود دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ملک جبše میں کے مغربی جانب واقع ہے۔ اس کی مسافت کافی طویل ہے۔ یہ کئی اجنس (قوموں) پر مشتمل ہے۔ سوڈان کے تمام فرقے جبše کے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں وہاں کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔ اب اسے حلی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جبš بن کوش بن حام کی اولاد ہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۵۸۷)

ہجرت جبše کا پس منظر

ہجرت جبše جن حالات میں ہوئی اس کی تصویر کشی امام زہری نے اس طرح کی ہے: ”جب مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی، ایمان کا برلا اظہار ہونے لگا، اس پر بحث و گفتگو کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تو قریش نے

سخت رویہ اختیار کیا۔ قبائل قریش میں سے جس قبیلے کے بھی افراد ایمان لاتے، ان پر (العموم) پورا قبیلہ ٹوٹ پڑتا۔ انھیں شدید اذیتیں پہنچائی جاتیں، قید و بند میں رکھا جاتا اور انھیں اسلام سے پھیرنے کی کوشش کی جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات میں صحابہ کرامؐ سے کہا کہ وہ مکہ سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ صحابہؐ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کہاں جائیں؟“ آپؐ نے جشہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ بھرت کے لیے آپؐ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں اسے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے جشہ بھرت کی۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ: ۲۰۳-۲۰۴)

مزید تفصیل ابن الحنف کے ہاں ملتی ہے۔ کہتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپؐ کے اصحاب سخت مصائب اور مشکلات میں گرفتار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپؐ کو جو مرتبہ و مقام حاصل تھا اس کے باعث اور آپؐ کے پچاaboطالب کو آپؐ سے جو قلبی تعلق تھا اور آپؐ کو جس عزت و احترام سے وہ دیکھ رہے تھے اس کی وجہ سے آپؐ ان مشکلات سے (کسی قدر) محفوظ ہیں۔ آپؐ کے صحابہ جن حالات سے گزر رہے ہیں اور جس طرح کی شدید تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں، ان میں آپؐ ان کی مدد بھی نہیں کر پا رہے ہیں تو آپؐ نے ان سے کہا کہ وہ جشہ بھرت کر جائیں۔ اس لیے کہ وہاں کا بادشاہ عدل پسند ہے، اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ جشہ ارض صدق (سچائی کی زمین) ہے۔ وہ وہاں اس وقت تک رہیں جب تک اللہ تعالیٰ کوئی سنبیل نہ نکال دے۔ اس کے بعد مسلمان جشہ بھرت کرنے لگے۔ یہ بھرت، دین کی راہ میں فتنے کے خوف سے تھی، یہ اپنے دین کی خاطر اللہ کی طرف بھرت تھی۔ یہ اسلام کے لیے سب سے پہلی بھرت تھی۔“ (ابن هشام، السیرۃ النبویہ: ۳۵۸-۳۵۹)

مهاجرین جشہ کا پہلا قافلہ

ابن الحنف کا بیان ہے کہ جشہ کے مهاجرین کا پہلا قافلہ دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے نام بھی اس نے دیے ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ یہ کل ۱۱ مرد اور ۳ خواتین تھیں۔^(۱)

بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک سفر پر سب سے پہلے حضرت عثمانؓ اپنی الہیہ حضرت رقیۃؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی تو آپؐ کو تشویش ہوئی۔ پھر قریش کی ایک عورت نے جو اس طرف سے آرہی تھی، آپؐ سے کہا کہ میں نے آپؐ کے داماد کو دیکھا کہ وہ اپنی بیوی کو ایک کم زور سے گدھے پر بٹھا کر خود اسے ہاتکتے چلے جا رہے تھے۔ آپؐ نے دعا کی، اللہ ان کے ساتھ ہو۔ فرمایا: حضرت لوٹؓ کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی بیوی کے ساتھ خدا کی راہ میں بھرت کی ہے۔^(۲)

اس سفر پر لوگ خاموشی سے (غالباً کیے بعد دیگرے) لکھتے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو۔^(۳) ان میں سے بعض تھا تھے، بعض کے ساتھ ان کی بیویاں تھیں۔ زیادہ تر پیدل تھے۔ شعیبہ (یمن کے راستے میں ساحل پر واقع ایک وادی) کے پاس پہنچے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس وقت تاجریوں کی دو کشیاں لٹکرانداز ہوئیں۔ نصف دینار کرایہ طے کر کے یہ ان میں سوار ہو گئے۔ قریش کو ان کے سفر کی اطلاع میں تو انہوں نے اپنے آدمیوں کو دوڑایا، لیکن کشیاں روانہ ہو چکی تھیں۔ (ابن سعد طبقات: ۲۰۲/۱)

اس کے بعد حضرت جعفرؑ اور دوسرے اصحاب نے بھرت کی۔ جبše بھرت کرنے والوں کی کل تعداد ابن الحث نے ۸۳ بتائی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس تعداد میں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی شامل ہیں لیکن ان کے بارے میں شبہ ہے کہ انہوں نے جبše بھرت کی تھی یا نہیں؟ اس میں کم من اور گود کے پچوں کا اور ان پچوں کا جو جبše میں پیدا ہوئے شمار نہیں کیا گیا ہے (ابن ہشام السیرۃ النبویہ: ۳۶۷/۱)۔ ان کے علاوہ خواتین تھیں جن کی تعداد انہارہ بتائی جاتی ہے۔^(۴)

وافدی کا بیان ہے کہ جب جبše یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ نے سجدہ کیا ہے اور وہ سب اسلام لے آئے ہیں تو مہاجرین نے سوچا کہ اب مکہ میں ان کا مخالف کون رہ گیا ہے؟ چنانچہ یہ مکہ واپس لوٹنے لگے۔ یہ غلط فہمی کیسے ہوئی یا یہ افواہ کیسے پھیلی تو مورخین نے لکھا ہے کہ مشرکین کے سفر کے سجدے کے واقعہ کو جس کسی نے نقل کیا اس نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مشرکین نے سجدہ کیا ہے تو اس نے سمجھا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں اور آپؐ کے ساتھ ان کی صلح ہو گئی ہے اور کوئی نزاع باقی نہیں رہی۔

مہاجرین جبše کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اسے صحیح سمجھ لیا، کچھ لوگ مکہ واپس ہو گئے اور کچھ لوگ وہیں رہے۔ جو لوگ جبše سے مکہ واپس ہوئے ان کی تعداد ۳۲۳ تھی۔ این ہشام نے فرد افراد ان کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان میں سے کس کا کس قبیلے سے تعلق تھا۔ (السیرۃ النبویہ: ۳۶۷/۱)

دوسری ہجرت جبše اور کفارِ مکہ کا تعاقب

جبše سے جو اصحاب مکہ واپس ہوئے قریش نے ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ سختی شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دوبارہ جبše بھرت کرنے کی اجازت دے دی۔^(۵) جو اصحاب جبše سے واپس ہوئے ان میں سے پیشتر پھر جبše روانہ ہو گئے، ان کے ساتھ کچھ نئے اصحاب بھی تھے۔^(۶)

مہاجرین جبše جن حالات سے گزرے، اس کی روادہ میں حضرت ام سلمہؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت جعفرؑ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایتوں میں ملتی ہے۔ یہ اصحاب ہیں جن کا براہ راست اس بھرت سے تعلق تھا۔ پہلے تین اصحاب مہاجرین جبše میں، سے ہیں اور حضرت عمرو بن العاصؓ مشرکین کی طرف

سے سفیر کی حیثیت سے نجاشی کے پاس گئے تھے۔

جب شہزادہ ان مہاجرین کے لیے اچھی پناہ گاہ ثابت ہوا اور وہ وہاں اطمینان اور سکون سے رہنے لگے۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب جشہ پہنچ تو ہمارے ساتھ نجاشی کا سلوک بہت اچھا رہا، وہ ہمارے لیے بہترین پڑوی تھے۔ دین کے معاملے میں ہم محفوظ و مامون ہو گئے۔ کوئی ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور کوئی ناپسندیدہ بات ہمیں سننی نہیں پڑتی تھی۔

قریش کے علم میں جب یہ بات آئی تو ان کی عصیت جاہلیہ بھڑک اٹھی، انہوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ طے پایا کہ نجاشی کے پاس سفیر بھیج کر درخواست کی جائے کہ وہ ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکال بآہر کرے اور ہمارے حوالے کر دے۔ سفارت کے لیے دو خوب مضبوط اور تو انا افراد کا انتخاب کیا جائے۔ نجاشی کو ملکہ کی سب سے قیمتی چیزیں بطور تخفہ بھیجی جائیں۔ اس کے ایک ایک مذہبی رہنماؤں کے لیے بھی تھا تائف کا انتظام کیا جائے۔ اہل جشہ کو یہاں کے چڑے بہت پسند تھے۔ عمدہ چڑے جمع کیے گئے۔ اس کے ساتھ نجاشی کے لیے ایک گھوڑا اور ریشمی عبا (کرتا) بھی تھی۔ جشہ کے مذہبی رہنماؤں کے لیے بھی تھوڑوں کا انتظام کیا گیا۔ ان تھا تائف کے ساتھ عبد اللہ بن ابو ربعہ اور عمرو بن العاص کو سفارتی مہم پر روانہ کیا گیا۔^(۷) ان سفیروں نے حسب فیصلہ ہر سردار تک اس کا تحفہ پہنچایا اور اس سے کہا کہ ہمارے کچھ نا سمجھنے والے جوان بادشاہ کی مملکت میں بھاگ آئے ہیں، اپنادین چھوڑ دیا ہے، آپ کا دین (عیسائیت) بھی قبول نہیں کیا ہے، بلکہ ایک نیا ہی دین ایجاد کر رکھا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ آپ حضرات۔ ہمارے اشراف اور سرداروں نے ہمیں بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ وہ انھیں واپس کر دیں۔ جب بادشاہ سے ہماری بات ہو تو آپ حضرات بادشاہ کو مشورہ دیں کہ وہ انھیں ہمارے حوالے کر دیں اور ان سے اس سلسلے میں کوئی بات نہ کریں، اس لیے کہ ان کے سردار اور ان کے بزرگ ان کے حالات سے زیادہ باخبر ہیں۔ ان پر دوسروں کے مقابلے میں زیادہ اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ جشہ کے مذہبی سرداروں نے اس سے اتفاق کیا۔

اب دونوں سفیروں نے براہ راست نجاشی سے ملاقات کی اور تھنے تھا تائف پیش کیے۔ نجاشی نے تھنے قبول کیے۔ اپنی نشست کے دائیں بائیں دونوں سفیروں کو جگہ دی۔ آمد کا مقصد دریافت کیا۔ انہوں نے وہی باتیں دہرا کیں جو کہ پادریوں سے کی تھیں کہ ہمارے کچھ نا سمجھنے والے جوان آپ کی مملکت میں بھاگ آئے ہیں، اپنی قوم کے دین کو ترک کر دیا ہے اور آپ کے دین کو بھی قبول نہیں کیا ہے، ایک نیا ہی دین اختیار کر رکھا ہے۔ ان کی قوم کے سرداروں نے، ان کے خاندانوں کے بزرگوں نے، ان کے باپوں اور چچاؤں نے، ان کا جن قبائل سے تعلق ہے، ان کے نمایاں افراد نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ انھیں ان کے دھن لوٹا

دیں۔ سفیروں نے نجاشی کو بھی یہ سمجھا کہ کوشش کی کہ اس مسئلے میں وہ ان مہاجرین سے کوئی بات نہ کرے اس لیے کہ ان کی قوم ان کے غلط فکر و عمل سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ واقف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں سفیروں کو یہ سخت ناگوار تھا کہ نجاشی سے مہاجرین کی گفتگو ہو۔ انھیں اندر یہ تھا کہ اس سے نجاشی متاثر ہو سکتا ہے۔ مجلس میں جو سردار اور مذہبی رہنماء موجود تھے انھوں نے بھی سفیروں کے اس خیال کی تائید کی کہ مہاجرین سے گفتگو کی چند اس حاجت نہیں ہے۔ نجاشی نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور کہا: قسم خدا کی، میں تحقیق حال کے بغیر انھیں اس طرح ان کے حوالے نہیں کروں گا۔ یہ بات سراسر انصافی کی ہو گی کہ کچھ لوگوں نے میری ہم سائیگی اختیار کی، میرے ملک میں آئے، دوسروں کے مقابلے میں مجھے پسند کیا، میں ان سے بات چیت کیے بغیر ہی انھیں نکال باہر کروں۔ میں ان سے معلومات حاصل کروں گا۔ اگر سفیروں کی بات درست نکلی تو انھیں ان کے حوالے کر دوں گا اور انھیں ان کی قوم کے پاس پہنچا دوں گا۔ لیکن اگر بات دوسری ہوتی تو میں انھیں ان سفیروں کے حوالے نہیں کروں گا۔ جب تک وہ میرے پاس ہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے گا۔

مہاجرین سے گفتگو سے پہلے نجاشی نے مذہبی رہنماؤں (نصاریٰ کے علماء پادریوں) کو طلب کیا۔ وہ حاضر ہوئے تو ان سے کہا کہ وہ اپنے صحیحے کھول لیں (غالباً اس خیال سے کہ دیکھیں ان مہاجرین کی باتوں کی ان حیفوں سے تصدیق ہوتی ہے یا نہیں؟)۔

جعفر بن طیار کا کلمہ حق

اب اس نے مہاجرین کو طلب کیا۔ قاصد اُن کے پاس پہنچا تو انھوں نے باہم مشورے سے طے کیا کہ بادشاہ کے سامنے وہی بات رکھی جائے جس کی تعلیم ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے۔ حضرت جعفرؑ نے کہا، نجاشی کے سامنے میں تم سب کی نمایندگی کروں گا۔ سب نے اس سے اتفاق کیا۔

مہاجرین روانہ ہوئے۔ دربار میں پہنچنے سے پہلے حضرت جعفرؑ نے باہر سے آواز دی کہ جعفر دروازے پر ہے۔ اس کے ساتھ حزب اللہ ہے، کیا حاضری کی اجازت ہے؟ نجاشی نے کہا: ہاں۔ تمھیں اللہ کی امان اور اس کی پناہ حاصل ہے، اندر آ سکتے ہو۔ حضرت جعفرؑ داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کے رفقاء تھے، سلام کیا۔ دربار میں جو علماء اور اہل مسجد موجود تھے، انھوں نے ان سے کہا کہ بادشاہ کو بجہہ کرو۔ حضرت جعفرؑ نے انکا کر دیا۔ (ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ ۱۲/۲)

عمرو بن العاص نے کہا کہ یہ بڑے مکابر اور نخوت بھرے لوگ ہیں۔ خود کو حزب اللہ کہتے ہیں۔ جس

طرح دوسرے لوگ آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں اس طرح انہوں نے تعظیم نہیں کی اور سجدہ تعظیمی بھی نہیں کیا۔ نجاشی نے اُن سے اس کی وجہ دریافت کی تو حضرت جعفرؑ نے کہا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اس کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ ہمارے پیغمبر نے ہمیں بتایا ہے کہ اہل جنت آپس میں سلام کریں گے۔ ہم بھی ایک دوسرے کو سلام ہی کرتے ہیں۔ چونکہ الجل میں یہ بات موجود ہے اس لیے نجاشی سمجھ گیا کہ یہ نحیک کہہ رہے ہیں۔ (علی، السیرۃ الحلبیہ: ۲۸/۲)

نجاشی اور حضرت جعفرؑ کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی:

نجاشی: تمہارا دین کیا ہے؟ کیا تم نصاریٰ ہو؟

حضرت جعفرؑ نہیں۔

نجاشی: کیا تم یہود ہو؟

حضرت جعفرؑ نہیں، ہم یہود نہیں ہیں۔

نجاشی: کیا تمہارا دین وہی ہے جو تمہاری قوم کا ہے؟

حضرت جعفرؑ نہیں۔

نجاشی: آختمہ را دین کیا ہے اور اس کا لانے والا کون ہے؟

اس پر حضرت جعفرؑ نے ایک طویل تقریر کی:

”اے بادشاہ! ہم ایسے لوگ تھے جو جاہلیت میں گرفتار تھے۔ ہتوں کی پرسش کرتے تھے بے حیائی کے کاموں میں ملوث تھے۔ قطع رحم کا ارتکاب کرتے تھے، رشتؤں کے حقوق نہیں ادا کرتے تھے پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے، ہم میں جو قوی تھا وہ کم زور کو کھائے جا رہا تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ ان کے حسب نب‘ صداقت، امانت، عفت و عصمت سے ہم واقف تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی کہ ہم اسے ایک مانیں، اسی کی عبادت کریں۔ ہمارے باپ دادا اللہ کو چھوڑ کر ہتوں کی اور پچھروں کی بخوبی پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی۔ حرام چیزوں سے رک جانے کا حکم دیا، قتل و خون ریزی سے، فواحش اور منکرات سے دروغ گوئی سے، یتیم کا مال کھانے سے اور پاک باز عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا، نماز، زکوٰۃ (صدقہ و خیرات) اور روزے کا حکم دیا۔“

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفرؑ نے اس طرح اسلام کی بہت سی تعلیمات کی وضاحت کی۔

اس کے بعد کہا: ”ہم نے اللہ کے رسولؐ کی ان باتوں کی تقدیق کی، آپؐ پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے آپ جو تعلیمات لائے ہیں، انھیں ہم برق مانتے ہیں۔ اللہ واحد کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شرک نہیں کرتے۔ اللہ کے رسول نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، انھیں حرام اور جن چیزوں کو حلال کہا، انھیں حلال سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ اس پر ہماری قوم نے ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی کی روشن اختیار کر رکھی ہے۔ اس نے ہمیں سخت سزا میں دیں، ہمیں اپنے دین سے پھیرنے کی کوشش کی تاکہ ہمیں اللہ واحد کی عبادت سے پھیر کر بت پرستی کی طرف لے جائیں۔ ہم جن خبیث حرکتوں کا ارتکاب کرتے تھے، پھر ان کا ارتکاب کرنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر قہر و غضب ڈھایا، ظلم کیا، زندگی ہمارے لیے تحف کر دی، ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم نے دوسروں کے مقابلے میں آپ کے ملک کو ترجیح دی، آپ کے جوار میں رہنا پسند کیا، اس موقع پر کہ آپ کے ہاں اے بادشاہ! ہم پر ظلم نہ ہوگا اور ہم زیادتیوں سے محفوظ رہیں گے۔

یہ بے مثال اور دل دہلا دینے والی تقریر سننے کے بعد نجاشی نے حضرت جعفرؑ سے دریافت کیا کہ تمہارے پیغمبر جو کلام خدا کی طرف سے پیش کرتے ہیں کیا اس کا کوئی حصہ تمہارے پاس ہے؟ حضرت جعفرؑ نے کہا: ہاں! نجاشی نے کہا: وہ مجھے سناؤ۔ حضرت جعفرؑ نے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ پڑھا۔ نجاشی کی آنکھوں سے آنسو رواؤ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ جو علا دربار میں موجود تھے ان کی آنکھیں بھی اشک بار ہو گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے مزید کچھ سنانے کی درخواست کی تو حضرت جعفرؑ نے سورہ کف سنائی۔ نجاشی نے کہا: یہ کلام اور حضرت عیسیٰ جو کلام لائے تھے دونوں ایک ہی چراغ سے نکلے ہیں۔ پھر عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص سے کہا: آپ لوگ یہاں سے جائیں۔ میں انھیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ : ۱-۳۷۳-۳۷۴) اben اشیم، الکامل فی التاریخ: (۵۹۹-۶۰۰)

عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ دربار سے باہر نکل تو عمر و بن العاص نے کہا: کل ایک ایسی بات میں بادشاہ سے کہوں گا کہ وہ انھیں جڑ پیڑ سے اکھاڑ پھیکئے گا۔ ان دونوں میں عبد اللہ بن ربیعہ نبتابازم تھے۔ انہوں نے کہا: ایسی کوئی بات نہ کرو۔ یہ لوگ چاہے ہمارے دین کے خلاف ہوں لیکن ان سے ہمارا خونی رشتہ ہے۔ عمرو بن العاص اس کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ چنانچہ وہ دوسرے دن بادشاہ کے پاس پہنچے اور کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بہت سخت بات کہتے ہیں۔ آپ ان سے اس سلسلے میں دریافت کریں۔ دوسرے دن اس نے پھر مہاجرین کو طلب کیا۔ حضرت ام سلہؓ کہتی ہیں کہ یہ ہمارے لیے بڑا نا扎ک معاملہ تھا۔ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ ہمیں اس سوال کا کیا جواب دیا جائیے؟ پھر یہی طے پایا کہ ہم وہی کہیں گے جو

اللہ اور اس کے رسول نے کہا ہے، چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے۔ چنانچہ یہ لوگ دربار میں پہنچے تو نجاشی نے سوال کیا کہ تم لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفرؑ نے جواب دیا: ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر نے ہمیں خدا کی طرف سے بتایا ہے۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور کلمہ تھے جو مریم عذر ابتوں سے بغیر باپ کے اللہ کے کلمہ سے پیدا ہوئے۔

نجاشی پر اثر

نجاشی نے حضرت جعفرؑ کے اس بیان کو سننے کے بعد زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا: عیسیٰ بن مریم اس بیان سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہ تھے۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ: ۳۷۵-۳۷۰)

بعض روایات میں اس کی کچھ اور تفصیل ملتی ہے۔ حضرت جعفرؑ کی گفتگو کے ختم ہونے پر نجاشی نے دربار میں موجود علموں اور رہبوں سے دریافت کیا کہ یہ جو کچھ کہر ہے ہیں اس کے بارے میں تمحاری کیا رائے ہے؟ اس پر تم کیا اضافہ کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ہی فرمائیں، آپ کا علمی مرتبہ اور مقام ہم سے اونچا ہے۔^(۸)

نجاشی نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ کے پیغمبر ہیں۔ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے انجیل میں دی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نجاشی نے علماء اور رہبوں سے کہا کہ خداۓ تعالیٰ جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل کی، میں اس کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے بعد قیامت کے آنے سے پہلے کسی نبی کا ذکر تمھیں انجیل میں ملتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اس کی بشارت دی ہے اور کہا ہے کہ جو اس پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر ایمان لاتا ہے اور جو اس کی رسالت کا انکار کرتا ہے وہ میرا انکار کرتا ہے۔ اس پر نجاشی نے کہا: اگر سلطنت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں بذاتِ خود اس کی جو تیار اٹھاتا اور اس کے ہاتھ پر دھلاتا۔ (طہ، السیرۃ الحلبیۃ: ۲/۲۹)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی سے گفتگو کے دوران میں حضرت جعفرؑ نے نجاشی سے کہا کہ آپ ان سفیروں سے دریافت فرمائیں کہ ہم غلام ہیں یا آزاد؟ اگر غلام ہیں تو بے شک ہم نے اپنے مالکوں سے فرار کی راہ اختیار کی ہے، آپ ہمیں لوٹا دیں۔ عمر بن عاص نے کہا: نہیں! یہ آزاد لوگ ہیں۔ حضرت جعفرؑ نے فرمایا: ان سے پوچھیں کہ کیا ہم نے ناحق کسی کا خون بھایا ہے کہ ہم سے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے ناروا کسی کا مال لے رکھا ہے اور اس کا ادا کرنا ہم پر ضروری ہو گیا ہے؟ عمر بن عاص نے جواب دیا: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نجاشی نے سفیروں سے کہا: آپ حضرات والپس جائیں۔ میں کبھی انھیں آپ کے حوالے

نبیں کروں گا۔ (حلی، السیرۃ الحلبیۃ: ۳۲/۲۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۱۵/۲)

اس طرح نجاشی کو یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعۃ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ مہاجرین ان کے اصحاب اور پیروکار ہیں۔ کسی کے زر خرید غلام نہیں ہیں، بلکہ آزاد بندے ہیں۔ انہوں نے کسی کا حق نہیں مارا ہے، کسی کا مال نہیں کھایا ہے، بلکہ ان کے ساتھ سر اسر زیادتی ہوئی ہے اور وہ یہاں پناہ کے طالب ہیں۔ اس یقین نے اس کے جذبہ ہمدردی کو بڑھا دیا۔ اس نے مہاجرین سے کہا: جاؤ تم لوگ میری سلطنت میں مامون اور محفوظ ہو۔ جو کوئی تھیس برآ جھلا کہے گا اس پر جرمانہ عائد ہوگا۔ تم میں سے کسی کو تکلیف پہنچا کر مجھے سونے کا پہاڑ بھی مل جائے تو میں اسے پسند نہ کروں گا۔ درباریوں سے کہا: ان سفیروں کے تھے واپس کر دیے جائیں۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد مہاجرین جب شہ میں سکون سے رہنے لگے۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ: ۳۲۰/۱)

نجاشی نے مہاجرین سے پوچھا کہ کیا کوئی تھیس تکلیف پہنچتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں! (قریش کے سفیروں کے ورگلانے سے ہو سکتا ہے کچھ لوگوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہو) اس پر نجاشی کے حکم سے منادی نے اعلان کیا کہ جو کوئی انھیں تکلیف پہنچائے گا اس پر چار دینار جرمانہ ہوگا۔ مہاجرین سے دریافت کیا کیا یہ کافی ہے؟ انہوں نے اسے ناکافی بتایا تو نجاشی نے اسے دگنا کر دیا۔ (ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۱۶/۲۔ حلی، السیرۃ الحلبیۃ: ۲۹/۲)

نجاشی نے بڑے نازک وقت میں مسلمانوں کو پناہ دی تھی۔ انھیں سکون اور اطمینان کے ساتھ دین پر عمل کے موقع حاصل تھے۔ اس لیے اس کی سلطنت اور اقتدار کا باقی رہنا ان کے لیے فائدہ مند تھا۔ اس کے زوال اور خاتمے سے انھیں نقصان کا خطرہ تھا۔ چنانچہ اسی بھرت کے دوران میں نجاشی کا ایک حریف سلطنت اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کے درمیان جنگ کی نوبت آگئی۔ اس موقع پر مسلمانوں کی فطری خواہش تھی کہ نجاشی اس میں کامیاب ہو اور اس کا اقتدار قائم رہے۔

جنگ خیرہ بھری کے آخر میں یا بقول ابن الحنفی محدث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امية ضمریؓ کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ جو اصحاب جہشہ میں رہ گئے ہیں انھیں مدینہ پہنچ دے۔ نجاشی نے دو کشتیوں میں انھیں روانہ کیا۔ یہ حضرات فتح خیرہ کے دن پہنچے۔ ان میں حضرت جعفرؑ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے چٹ گئے اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ آج فتح خیرہ کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر کی آمد کی! اس قافلہ میں ۱۶ آدمی تھے۔ بعض کے ساتھ ان کی بیویاں اور چھوٹے بچے بھی تھے۔^(۹) (جاری)

حوالے

- ۱ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ابن سعد نے بن اصحاب کے امامے گرامی دیے ہیں ان میں ابوسرہ اور ابو حاصلہ بن عمرو بن عبد شس بھی ہیں لیکن ابن الحنف کہتے ہیں کہ ابوسرہ اس سفر میں تھے ان کی جگہ ابو حاصلہ کا بھی نام لیا گیا ہے۔ ان دونوں کا تعلق بنو عامر سے تھا۔ اس طرح ابن الحنف نے دونوں میں سے ایک کو شمار کیا ہے اور ابن سعد نے دونوں کو اس فہرست میں رکھا ہے۔ اسی طرح ابن ہشام نے خواتین کا الگ سے تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ جن مردوں کے ساتھ ان کا سفر ہوا تھا ان کے ذیل میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن سعد نے ان کا الگ سے شمار کیا ہے۔ ابن ہشام ۱۰/۳۵۹-۳۶۰ میں ابن سعد طبقات: ۲۰۲/۱ نیز ملاحظہ ہوا ابن جریر طبری تاریخ الطبری: ۱/۵۳۶۔
- ۲ ابن کثیر السیرۃ النبویہ: ۲/۳-۵۔ زہبی السیرۃ النبویہ: ۱/۱۸۳۔ ابن حجر فتح الباری: ۷/۵۸۳۔ ابن الحنف کہتے ہیں کہ بعض حضرات کے بقول ابو حاصلہ سب سے پہلے جبشہ پہنچتے تھے۔ اس سلسلے میں بعض اور اقوال بھی پہنچتے ہیں۔ ملاحظہ ہوئر قافی علی المواہب: ۱/۵۰۵۔ ہو سکتا ہے حضرت مٹان گوپنی الحلبی کے ساتھ سب سے پہلے ہجرت کا شرف حاصل ہوا ہو اور دروس سے اصحاب تھاڑے ہوں السیرۃ الحلبیہ: ۲/۳-۲۰۲۔
- ۳ یہ ایک غموی بات ہے ورنہ حضرت عمرؓ کے اسلام کے ذیل میں ذکر آپ کا ہے کہ عامر بن رہبیہ کی بیوی سُلی نے انھیں بتایا کہ ہم لوگ تم لوگوں کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے مکہ چھوڑ رہے ہیں۔ ان دونوں نے جبشہ ہجرت کی۔ غالباً یہ وہ افراد تھے جن کو اس بات کا خدشہ نہیں تھا کہ وہ سفر سے روک دیے جائیں گے۔ ملاحظہ ہو تحقیقات اسلامی، جزوی، مارچ ۲۰۰۰ء، ص ۱۶-۲۷۔
- ۴ ابن حجر فتح الباری: ۷/۵۸۵۔ مومن اور سیرت نگاروں کے درمیان یہ بحث رہی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جن کا تعلق یمن سے تھا، مہاجرین جبشہ میں ہیں یا نہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان دونوں طرح کی روایات میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا اور وہ مکہ پہنچ کر اسلام لے آئے ہوں۔ آپؐ نے انھیں مکہ سے جبشہ پڑھ جانے کا مشورہ دیا ہو۔ یعنی جبشہ کے سامنے ہی پڑتا ہے اس لیے وہ اپنی قوم کے پاس پڑھ گئے ہوں۔ پھر جب مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ملکت قائم کر دی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ (جو پچاس کے قریب تھے) ہجرت کے ارادے سے نکلے ہوں، لیکن ناموفق ہوا وہ نے ان کی کششی کو جبشہ پہنچا دیا ہو۔ یہاں ان کی ملاقات حضرت جعفر سے ہوئی ہوگی۔ ان سب کی مدینہ واجہی خیر کے بعد ہوئی۔ فوج الباری: ۷/۵۸۵۔ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بعثت کے ابتدائی ذور میں مکہ پہنچنے اور اسلام لے آئے۔ پھر وہ یمن واپس ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد وہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ روانے ہوئے لیکن ہوا کارخ مختلف ہونے کی وجہ سے جبشہ پہنچ گئے۔ حضرت جعفر نے انھیں دیں روک کر انھوں نے حضرت جعفرؓ کے ساتھ فتح خیر کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ دونوں کی کشتیاں ایک ساتھ پہنچیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ کے سفر کے لیے ملاحظہ ہو الاستیعاب: ۳/۳۲۷۔ ۳/۳۶۲۔ ۳/۳۶۳۔ اسد الغابہ: ۳/۳۶۳۔ نیز: ۶/۲۹۹۔ ۶/۳۰۰۔ ۶/۳۶۶۔ ۶/۳۶۷۔ ۶/۳۶۸۔ ۶/۳۶۹۔ ۶/۳۷۰۔ ۶/۳۷۱۔ ۶/۳۷۲۔ ۶/۳۷۳۔ ۶/۳۷۴۔ ۶/۳۷۵۔ ۶/۳۷۶۔ ۶/۳۷۷۔ ۶/۳۷۸۔ ۶/۳۷۹۔ ۶/۳۸۰۔ ۶/۳۸۱۔ ۶/۳۸۲۔ ۶/۳۸۳۔ ۶/۳۸۴۔ ۶/۳۸۵۔ ۶/۳۸۶۔ ۶/۳۸۷۔ ۶/۳۸۸۔ ۶/۳۸۹۔ ۶/۳۹۰۔ ۶/۳۹۱۔ ۶/۳۹۲۔ ۶/۳۹۳۔ ۶/۳۹۴۔ ۶/۳۹۵۔ ۶/۳۹۶۔ ۶/۳۹۷۔ ۶/۳۹۸۔ ۶/۳۹۹۔ ۶/۴۰۰۔ ۶/۴۰۱۔ ۶/۴۰۲۔ ۶/۴۰۳۔ ۶/۴۰۴۔ ۶/۴۰۵۔ ۶/۴۰۶۔ ۶/۴۰۷۔ ۶/۴۰۸۔ ۶/۴۰۹۔ ۶/۴۱۰۔ ۶/۴۱۱۔ ۶/۴۱۲۔ ۶/۴۱۳۔ ۶/۴۱۴۔ ۶/۴۱۵۔ ۶/۴۱۶۔ ۶/۴۱۷۔ ۶/۴۱۸۔ ۶/۴۱۹۔ ۶/۴۲۰۔ ۶/۴۲۱۔ ۶/۴۲۲۔ ۶/۴۲۳۔ ۶/۴۲۴۔ ۶/۴۲۵۔ ۶/۴۲۶۔ ۶/۴۲۷۔ ۶/۴۲۸۔ ۶/۴۲۹۔ ۶/۴۳۰۔ ۶/۴۳۱۔ ۶/۴۳۲۔ ۶/۴۳۳۔ ۶/۴۳۴۔ ۶/۴۳۵۔ ۶/۴۳۶۔ ۶/۴۳۷۔ ۶/۴۳۸۔ ۶/۴۳۹۔ ۶/۴۴۰۔ ۶/۴۴۱۔ ۶/۴۴۲۔ ۶/۴۴۳۔ ۶/۴۴۴۔ ۶/۴۴۵۔ ۶/۴۴۶۔ ۶/۴۴۷۔ ۶/۴۴۸۔ ۶/۴۴۹۔ ۶/۴۵۰۔ ۶/۴۵۱۔ ۶/۴۵۲۔ ۶/۴۵۳۔ ۶/۴۵۴۔ ۶/۴۵۵۔ ۶/۴۵۶۔ ۶/۴۵۷۔ ۶/۴۵۸۔ ۶/۴۵۹۔ ۶/۴۶۰۔ ۶/۴۶۱۔ ۶/۴۶۲۔ ۶/۴۶۳۔ ۶/۴۶۴۔ ۶/۴۶۵۔ ۶/۴۶۶۔ ۶/۴۶۷۔ ۶/۴۶۸۔ ۶/۴۶۹۔ ۶/۴۷۰۔ ۶/۴۷۱۔ ۶/۴۷۲۔ ۶/۴۷۳۔ ۶/۴۷۴۔ ۶/۴۷۵۔ ۶/۴۷۶۔ ۶/۴۷۷۔ ۶/۴۷۸۔ ۶/۴۷۹۔ ۶/۴۸۰۔ ۶/۴۸۱۔ ۶/۴۸۲۔ ۶/۴۸۳۔ ۶/۴۸۴۔ ۶/۴۸۵۔ ۶/۴۸۶۔ ۶/۴۸۷۔ ۶/۴۸۸۔ ۶/۴۸۹۔ ۶/۴۹۰۔ ۶/۴۹۱۔ ۶/۴۹۲۔ ۶/۴۹۳۔ ۶/۴۹۴۔ ۶/۴۹۵۔ ۶/۴۹۶۔ ۶/۴۹۷۔ ۶/۴۹۸۔ ۶/۴۹۹۔ ۶/۵۰۰۔ ۶/۵۰۱۔ ۶/۵۰۲۔ ۶/۵۰۳۔ ۶/۵۰۴۔ ۶/۵۰۵۔ ۶/۵۰۶۔ ۶/۵۰۷۔ ۶/۵۰۸۔ ۶/۵۰۹۔ ۶/۵۱۰۔ ۶/۵۱۱۔ ۶/۵۱۲۔ ۶/۵۱۳۔ ۶/۵۱۴۔ ۶/۵۱۵۔ ۶/۵۱۶۔ ۶/۵۱۷۔ ۶/۵۱۸۔ ۶/۵۱۹۔ ۶/۵۲۰۔ ۶/۵۲۱۔ ۶/۵۲۲۔ ۶/۵۲۳۔ ۶/۵۲۴۔ ۶/۵۲۵۔ ۶/۵۲۶۔ ۶/۵۲۷۔ ۶/۵۲۸۔ ۶/۵۲۹۔ ۶/۵۳۰۔ ۶/۵۳۱۔ ۶/۵۳۲۔ ۶/۵۳۳۔ ۶/۵۳۴۔ ۶/۵۳۵۔ ۶/۵۳۶۔ ۶/۵۳۷۔ ۶/۵۳۸۔ ۶/۵۳۹۔ ۶/۵۴۰۔ ۶/۵۴۱۔ ۶/۵۴۲۔ ۶/۵۴۳۔ ۶/۵۴۴۔ ۶/۵۴۵۔ ۶/۵۴۶۔ ۶/۵۴۷۔ ۶/۵۴۸۔ ۶/۵۴۹۔ ۶/۵۵۰۔ ۶/۵۵۱۔ ۶/۵۵۲۔ ۶/۵۵۳۔ ۶/۵۵۴۔ ۶/۵۵۵۔ ۶/۵۵۶۔ ۶/۵۵۷۔ ۶/۵۵۸۔ ۶/۵۵۹۔ ۶/۵۶۰۔ ۶/۵۶۱۔ ۶/۵۶۲۔ ۶/۵۶۳۔ ۶/۵۶۴۔ ۶/۵۶۵۔ ۶/۵۶۶۔ ۶/۵۶۷۔ ۶/۵۶۸۔ ۶/۵۶۹۔ ۶/۵۷۰۔ ۶/۵۷۱۔ ۶/۵۷۲۔ ۶/۵۷۳۔ ۶/۵۷۴۔ ۶/۵۷۵۔ ۶/۵۷۶۔ ۶/۵۷۷۔ ۶/۵۷۸۔ ۶/۵۷۹۔ ۶/۵۸۰۔ ۶/۵۸۱۔ ۶/۵۸۲۔ ۶/۵۸۳۔ ۶/۵۸۴۔ ۶/۵۸۵۔ ۶/۵۸۶۔ ۶/۵۸۷۔ ۶/۵۸۸۔ ۶/۵۸۹۔ ۶/۵۹۰۔ ۶/۵۹۱۔ ۶/۵۹۲۔ ۶/۵۹۳۔ ۶/۵۹۴۔ ۶/۵۹۵۔ ۶/۵۹۶۔ ۶/۵۹۷۔ ۶/۵۹۸۔ ۶/۵۹۹۔ ۶/۶۰۰۔ ۶/۶۰۱۔ ۶/۶۰۲۔ ۶/۶۰۳۔ ۶/۶۰۴۔ ۶/۶۰۵۔ ۶/۶۰۶۔ ۶/۶۰۷۔ ۶/۶۰۸۔ ۶/۶۰۹۔ ۶/۶۱۰۔ ۶/۶۱۱۔ ۶/۶۱۲۔ ۶/۶۱۳۔ ۶/۶۱۴۔ ۶/۶۱۵۔ ۶/۶۱۶۔ ۶/۶۱۷۔ ۶/۶۱۸۔ ۶/۶۱۹۔ ۶/۶۲۰۔ ۶/۶۲۱۔ ۶/۶۲۲۔ ۶/۶۲۳۔ ۶/۶۲۴۔ ۶/۶۲۵۔ ۶/۶۲۶۔ ۶/۶۲۷۔ ۶/۶۲۸۔ ۶/۶۲۹۔ ۶/۶۳۰۔ ۶/۶۳۱۔ ۶/۶۳۲۔ ۶/۶۳۳۔ ۶/۶۳۴۔ ۶/۶۳۵۔ ۶/۶۳۶۔ ۶/۶۳۷۔ ۶/۶۳۸۔ ۶/۶۳۹۔ ۶/۶۴۰۔ ۶/۶۴۱۔ ۶/۶۴۲۔ ۶/۶۴۳۔ ۶/۶۴۴۔ ۶/۶۴۵۔ ۶/۶۴۶۔ ۶/۶۴۷۔ ۶/۶۴۸۔ ۶/۶۴۹۔ ۶/۶۵۰۔ ۶/۶۵۱۔ ۶/۶۵۲۔ ۶/۶۵۳۔ ۶/۶۵۴۔ ۶/۶۵۵۔ ۶/۶۵۶۔ ۶/۶۵۷۔ ۶/۶۵۸۔ ۶/۶۵۹۔ ۶/۶۶۰۔ ۶/۶۶۱۔ ۶/۶۶۲۔ ۶/۶۶۳۔ ۶/۶۶۴۔ ۶/۶۶۵۔ ۶/۶۶۶۔ ۶/۶۶۷۔ ۶/۶۶۸۔ ۶/۶۶۹۔ ۶/۶۷۰۔ ۶/۶۷۱۔ ۶/۶۷۲۔ ۶/۶۷۳۔ ۶/۶۷۴۔ ۶/۶۷۵۔ ۶/۶۷۶۔ ۶/۶۷۷۔ ۶/۶۷۸۔ ۶/۶۷۹۔ ۶/۶۸۰۔ ۶/۶۸۱۔ ۶/۶۸۲۔ ۶/۶۸۳۔ ۶/۶۸۴۔ ۶/۶۸۵۔ ۶/۶۸۶۔ ۶/۶۸۷۔ ۶/۶۸۸۔ ۶/۶۸۹۔ ۶/۶۹۰۔ ۶/۶۹۱۔ ۶/۶۹۲۔ ۶/۶۹۳۔ ۶/۶۹۴۔ ۶/۶۹۵۔ ۶/۶۹۶۔ ۶/۶۹۷۔ ۶/۶۹۸۔ ۶/۶۹۹۔ ۶/۷۰۰۔ ۶/۷۰۱۔ ۶/۷۰۲۔ ۶/۷۰۳۔ ۶/۷۰۴۔ ۶/۷۰۵۔ ۶/۷۰۶۔ ۶/۷۰۷۔ ۶/۷۰۸۔ ۶/۷۰۹۔ ۶/۷۱۰۔ ۶/۷۱۱۔ ۶/۷۱۲۔ ۶/۷۱۳۔ ۶/۷۱۴۔ ۶/۷۱۵۔ ۶/۷۱۶۔ ۶/۷۱۷۔ ۶/۷۱۸۔ ۶/۷۱۹۔ ۶/۷۲۰۔ ۶/۷۲۱۔ ۶/۷۲۲۔ ۶/۷۲۳۔ ۶/۷۲۴۔ ۶/۷۲۵۔ ۶/۷۲۶۔ ۶/۷۲۷۔ ۶/۷۲۸۔ ۶/۷۲۹۔ ۶/۷۳۰۔ ۶/۷۳۱۔ ۶/۷۳۲۔ ۶/۷۳۳۔ ۶/۷۳۴۔ ۶/۷۳۵۔ ۶/۷۳۶۔ ۶/۷۳۷۔ ۶/۷۳۸۔ ۶/۷۳۹۔ ۶/۷۴۰۔ ۶/۷۴۱۔ ۶/۷۴۲۔ ۶/۷۴۳۔ ۶/۷۴۴۔ ۶/۷۴۵۔ ۶/۷۴۶۔ ۶/۷۴۷۔ ۶/۷۴۸۔ ۶/۷۴۹۔ ۶/۷۵۰۔ ۶/۷۵۱۔ ۶/۷۵۲۔ ۶/۷۵۳۔ ۶/۷۵۴۔ ۶/۷۵۵۔ ۶/۷۵۶۔ ۶/۷۵۷۔ ۶/۷۵۸۔ ۶/۷۵۹۔ ۶/۷۶۰۔ ۶/۷۶۱۔ ۶/۷۶۲۔ ۶/۷۶۳۔ ۶/۷۶۴۔ ۶/۷۶۵۔ ۶/۷۶۶۔ ۶/۷۶۷۔ ۶/۷۶۸۔ ۶/۷۶۹۔ ۶/۷۷۰۔ ۶/۷۷۱۔ ۶/۷۷۲۔ ۶/۷۷۳۔ ۶/۷۷۴۔ ۶/۷۷۵۔ ۶/۷۷۶۔ ۶/۷۷۷۔ ۶/۷۷۸۔ ۶/۷۷۹۔ ۶/۷۸۰۔ ۶/۷۸۱۔ ۶/۷۸۲۔ ۶/۷۸۳۔ ۶/۷۸۴۔ ۶/۷۸۵۔ ۶/۷۸۶۔ ۶/۷۸۷۔ ۶/۷۸۸۔ ۶/۷۸۹۔ ۶/۷۹۰۔ ۶/۷۹۱۔ ۶/۷۹۲۔ ۶/۷۹۳۔ ۶/۷۹۴۔ ۶/۷۹۵۔ ۶/۷۹۶۔ ۶/۷۹۷۔ ۶/۷۹۸۔ ۶/۷۹۹۔ ۶/۷۹۱۰۔ ۶/۷۹۱۱۔ ۶/۷۹۱۲۔ ۶/۷۹۱۳۔ ۶/۷۹۱۴۔ ۶/۷۹۱۵۔ ۶/۷۹۱۶۔ ۶/۷۹۱۷۔ ۶/۷۹۱۸۔ ۶/۷۹۱۹۔ ۶/۷۹۲۰۔ ۶/۷۹۲۱۔ ۶/۷۹۲۲۔ ۶/۷۹۲۳۔ ۶/۷۹۲۴۔ ۶/۷۹۲۵۔ ۶/۷۹۲۶۔ ۶/۷۹۲۷۔ ۶/۷۹۲۸۔ ۶/۷۹۲۹۔ ۶/۷۹۳۰۔ ۶/۷۹۳۱۔ ۶/۷۹۳۲۔ ۶/۷۹۳۳۔ ۶/۷۹۳۴۔ ۶/۷۹۳۵۔ ۶/۷۹۳۶۔ ۶/۷۹۳۷۔ ۶/۷۹۳۸۔ ۶/۷۹۳۹۔ ۶/۷۹۴۰۔ ۶/۷۹۴۱۔ ۶/۷۹۴۲۔ ۶/۷۹۴۳۔ ۶/۷۹۴۴۔ ۶/۷۹۴۵۔ ۶/۷۹۴۶۔ ۶/۷۹۴۷۔ ۶/۷۹۴۸۔ ۶/۷۹۴۹۔ ۶/۷۹۵۰۔ ۶/۷۹۵۱۔ ۶/۷۹۵۲۔ ۶/۷۹۵۳۔ ۶/۷۹۵۴۔ ۶/۷۹۵۵۔ ۶/۷۹۵۶۔ ۶/۷۹۵۷۔ ۶/۷۹۵۸۔ ۶/۷۹۵۹۔ ۶/۷۹۶۰۔ ۶/۷۹۶۱۔ ۶/۷۹۶۲۔ ۶/۷۹۶۳۔ ۶/۷۹۶۴۔ ۶/۷۹۶۵۔ ۶/۷۹۶۶۔ ۶/۷۹۶۷۔ ۶/۷۹۶۸۔ ۶/۷۹۶۹۔ ۶/۷۹۶۱۰۔ ۶/۷۹۶۱۱۔ ۶/۷۹۶۱۲۔ ۶/۷۹۶۱۳۔ ۶/۷۹۶۱۴۔ ۶/۷۹۶۱۵۔ ۶/۷۹۶۱۶۔ ۶/۷۹۶۱۷۔ ۶/۷۹۶۱۸۔ ۶/۷۹۶۱۹۔ ۶/۷۹۶۲۰۔ ۶/۷۹۶۲۱۔ ۶/۷۹۶۲۲۔ ۶/۷۹۶۲۳۔ ۶/۷۹۶۲۴۔ ۶/۷۹۶۲۵۔ ۶/۷۹۶۲۶۔ ۶/۷۹۶۲۷۔ ۶/۷۹۶۲۸۔ ۶/۷۹۶۲۹۔ ۶/۷۹۶۳۰۔ ۶/۷۹۶۳۱۔ ۶/۷۹۶۳۲۔ ۶/۷۹۶۳۳۔ ۶/۷۹۶۳۴۔ ۶/۷۹۶۳۵۔ ۶/۷۹۶۳۶۔ ۶/۷۹۶۳۷۔ ۶/۷۹۶۳۸۔ ۶/۷۹۶۳۹۔ ۶/۷۹۶۴۰۔ ۶/۷۹۶۴۱۔ ۶/۷۹۶۴۲۔ ۶/۷۹۶۴۳۔ ۶/۷۹۶۴۴۔ ۶/۷۹۶۴۵۔ ۶/۷۹۶۴۶۔ ۶/۷۹۶۴۷۔ ۶/۷۹۶۴۸۔ ۶/۷۹۶۴۹۔ ۶/۷۹۶۵۰۔ ۶/۷۹۶۵۱۔ ۶/۷۹۶۵۲۔ ۶/۷۹۶۵۳۔ ۶/۷۹۶۵۴۔ ۶/۷۹۶۵۵۔ ۶/۷۹۶۵۶۔ ۶/۷۹۶۵۷۔ ۶/۷۹۶۵۸۔ ۶/۷۹۶۵۹۔ ۶/۷۹۶۶۰۔ ۶/۷۹۶۶۱۔ ۶/۷۹۶۶۲۔ ۶/۷۹۶۶۳۔ ۶/۷۹۶۶۴۔ ۶/۷۹۶۶۵۔ ۶/۷۹۶۶۶۔ ۶/۷۹۶۶۷۔ ۶/۷۹۶۶۸۔ ۶/۷۹۶۶۹۔ ۶/۷۹۶۷۰۔ ۶/۷۹۶۷۱۔ ۶/۷۹۶۷۲۔ ۶/۷۹۶۷۳۔ ۶/۷۹۶۷۴۔ ۶/۷۹۶۷۵۔ ۶/۷۹۶۷۶۔ ۶/۷۹۶۷۷۔ ۶/۷۹۶۷۸۔ ۶/۷۹۶۷۹۔ ۶/۷۹۶۸۰۔ ۶/۷۹۶۸۱۔ ۶/۷۹۶۸۲۔ ۶/۷۹۶۸۳۔ ۶/۷۹۶۸۴۔ ۶/۷۹۶۸۵۔ ۶/۷۹۶۸۶۔ ۶/۷۹۶۸۷۔ ۶/۷۹۶۸۸۔ ۶/۷۹۶۸۹۔ ۶/۷۹۶۹۰۔ ۶/۷۹۶۹۱۔ ۶/۷۹۶۹۲۔ ۶/۷۹۶۹۳۔ ۶/۷۹۶۹۴۔ ۶/۷۹۶۹۵۔ ۶/۷۹۶۹۶۔ ۶/۷۹۶۹۷۔ ۶/۷۹۶۹۸۔ ۶/۷۹۶۹۹۔ ۶/۷۹۶۱۰۔ ۶/۷۹۶۱۱۔ ۶/۷۹۶۱۲۔ ۶/۷۹۶۱۳۔ ۶/۷۹۶۱۴۔ ۶/۷۹۶۱۵۔ ۶/۷۹۶۱۶۔ ۶/۷۹۶۱۷۔ ۶/۷۹۶۱۸۔ ۶/۷۹۶۱۹۔ ۶/۷۹۶۲۰۔ ۶/۷۹۶۲۱۔ ۶/۷۹۶۲۲۔ ۶/۷۹۶۲۳۔ ۶/۷۹۶۲۴۔ ۶/۷۹۶۲۵۔ ۶/۷۹۶۲۶۔ ۶/۷۹۶۲۷۔ ۶/۷۹۶۲۸۔ ۶/۷۹۶۲۹۔ ۶/۷۹۶۳۰۔ ۶/۷۹۶۳۱۔ ۶/۷۹۶۳۲۔ ۶/۷۹۶۳۳۔ ۶/۷۹۶۳۴۔ ۶/۷۹۶۳۵۔ ۶/۷۹۶۳۶۔ ۶/۷۹۶۳۷۔ ۶/۷۹۶۳۸۔ ۶/۷۹۶۳۹۔ ۶/۷۹۶۴۰۔ ۶/۷۹۶۴۱۔ ۶/۷۹۶۴۲۔ ۶/۷۹۶۴۳۔ ۶/۷۹۶۴۴۔ ۶/۷۹۶۴۵۔ ۶/۷۹۶۴۶۔ ۶/۷۹۶۴۷۔ ۶/۷۹۶۴۸۔ ۶/۷۹۶۴۹۔ ۶/۷۹۶۵۰۔ ۶/۷۹۶۵۱۔ ۶/۷۹۶۵۲۔ ۶/۷۹۶۵۳۔ ۶/۷۹۶۵۴۔ ۶/۷۹۶۵۵۔ ۶/۷۹۶۵۶۔ ۶/۷۹۶۵۷۔ ۶/۷۹۶۵۸۔ ۶/۷۹۶۵۹۔ ۶/۷۹۶۶۰۔ ۶/۷۹۶۶۱۔ ۶/۷۹۶۶۲۔ ۶/۷۹۶۶۳۔ ۶/۷۹۶۶۴۔ ۶/۷۹۶۶۵۔ ۶/۷۹۶۶۶۔ ۶/۷۹۶۶۷۔ ۶/۷۹۶۶۸۔ ۶/۷۹۶۶۹۔ ۶/۷۹۶۷۰۔ ۶/۷۹۶۷۱۔ ۶/۷۹۶۷۲۔ ۶/۷۹۶۷۳۔ ۶/۷۹۶۷۴۔ ۶/۷۹۶۷۵۔ ۶/۷۹۶۷۶۔ ۶/۷۹۶۷۷۔ ۶/۷۹۶۷۸۔ ۶/۷۹۶۷۹۔ ۶/۷۹۶۸۰۔ ۶/۷۹۶۸۱۔ ۶/۷۹۶۸۲۔ ۶/۷۹۶۸۳۔ ۶/۷۹۶۸۴۔ ۶/۷۹۶۸۵۔ ۶/۷۹۶۸۶۔ ۶/۷۹۶۸۷۔ ۶/۷۹۶۸۸۔ ۶/۷۹۶۸۹۔ ۶/۷۹۶۹۰۔ ۶/۷۹۶۹۱۔ ۶/۷۹۶۹۲۔ ۶/۷۹۶۹۳۔ ۶/۷۹۶۹۴۔ ۶/۷۹۶۹۵۔ ۶/۷۹۶۹۶۔ ۶/۷۹۶۹۷۔ ۶/۷۹۶۹۸۔ ۶/۷۹۶۹۹۔ ۶/۷۹۶۱۰۔ ۶/۷۹۶۱۱۔ ۶/۷۹۶۱۲۔ ۶/۷۹۶۱۳۔ ۶/۷۹۶۱۴۔ ۶/۷۹۶۱۵۔ ۶/۷۹۶۱۶۔ ۶/۷۹۶۱۷۔ ۶/۷۹۶۱۸۔ ۶/۷۹۶۱۹۔ ۶/۷۹۶۲۰۔ ۶/۷۹۶۲۱۔ ۶/۷۹۶۲۲۔ ۶/۷۹۶۲۳۔ ۶/۷۹۶۲۴۔ ۶/۷۹۶۲۵۔ ۶/۷۹۶۲۶۔ ۶/۷۹۶۲۷۔ ۶/۷۹۶۲۸۔ ۶/۷۹۶۲۹۔ ۶/۷۹۶۳۰۔ ۶/۷۹۶۳۱۔ ۶/۷۹۶۳۲۔ ۶/۷۹۶۳۳۔ ۶/۷۹۶۳۴۔ ۶/۷۹۶۳۵۔ ۶/۷۹۶۳۶۔ ۶/۷۹۶۳۷۔ ۶/۷۹۶۳۸۔ ۶/۷۹۶۳۹۔ ۶/۷۹۶۴۰۔ ۶/۷۹۶۴۱۔ ۶/۷۹۶۴۲۔ ۶/۷۹۶۴۳۔ ۶/۷۹۶۴۴۔ ۶/۷۹۶۴۵۔ ۶/۷۹۶۴۶۔ ۶/۷۹۶۴۷۔ ۶/۷۹۶۴۸۔ ۶/۷۹۶۴۹۔ ۶/۷۹۶۵۰۔ ۶/۷۹۶۵۱۔ ۶/۷۹۶۵۲۔ ۶/۷۹۶۵۳۔ ۶/۷۹۶۵۴۔ ۶/۷۹۶۵۵۔ ۶/۷۹۶۵۶۔ ۶/۷۹۶۵۷۔ ۶/۷۹۶۵۸۔ ۶/۷۹۶۵۹۔ ۶/۷۹۶۶۰۔ ۶/۷۹۶۶۱۔ ۶/۷۹۶۶۲۔ ۶/۷۹۶۶۳۔ ۶/۷۹۶۶۴۔ ۶/۷۹۶۶۵۔ ۶/۷۹۶۶۶۔ ۶/۷۹۶۶۷۔ ۶/۷۹۶۶۸۔ ۶/۷۹۶۶۹۔ ۶/۷۹۶۷۰۔ ۶/۷۹۶۷۱۔ ۶/۷۹۶۷۲۔ ۶/۷۹۶۷۳۔ ۶/۷۹۶۷۴۔ ۶/۷۹۶۷۵۔ ۶/۷۹۶۷۶۔ ۶/۷۹۶۷۷۔ ۶/۷۹۶۷۸۔ ۶/۷۹۶۷۹۔ ۶/۷۹۶۸۰۔ ۶/۷۹۶۸۱۔ ۶/۷۹۶۸۲۔ ۶/۷۹۶۸۳۔ ۶/۷۹۶۸۴۔ ۶/۷۹۶۸۵۔ ۶/۷۹۶۸۶۔ ۶/۷۹۶۸۷۔ ۶/۷۹۶۸۸۔ ۶/۷۹۶۸۹۔ ۶/۷۹۶۹۰۔ ۶/۷۹۶۹۱۔ ۶/۷۹۶۹۲۔ ۶/۷۹۶۹۳۔ ۶/۷۹۶۹۴۔ ۶/۷۹۶۹۵۔ ۶/۷۹۶۹۶۔ ۶/۷۹۶۹۷۔ ۶/۷۹۶۹۸۔ ۶/۷۹۶۹۹۔ ۶/۷۹۶۱۰۔ ۶/۷۹۶۱۱۔ ۶/۷۹۶۱۲۔ ۶/۷۹۶۱۳۔ ۶/۷۹۶۱۴۔ ۶/۷۹۶۱۵۔ ۶/۷۹۶۱۶۔ ۶/۷۹۶۱۷۔ ۶/۷۹۶۱۸۔ ۶/۷۹۶۱۹۔ ۶/۷۹۶۲۰۔ ۶/۷۹۶۲۱۔ ۶/۷۹۶۲۲۔ ۶/۷۹۶۲۳۔ ۶/۷۹۶۲۴۔ ۶/۷۹۶۲۵۔ ۶/۷۹۶۲۶۔ ۶/۷۹۶۲۷۔ ۶/۷۹۶۲۸۔ ۶/۷۹۶۲۹۔ ۶/۷۹۶۳۰۔ ۶/۷۹۶۳۱۔ ۶/۷۹۶۳۲۔ ۶/۷۹۶۳۳۔ ۶/۷۹۶۳۴۔ ۶/۷۹۶۳۵۔ ۶/۷۹۶۳۶۔ ۶/۷۹۶۳۷۔ ۶/۷۹۶۳۸۔ ۶/۷۹۶۳۹۔ ۶/۷۹۶۴۰۔ ۶/۷۹۶۴۱۔ ۶/۷۹۶۴۲۔ ۶/۷۹۶۴۳۔ ۶/۷۹۶۴۴۔ ۶/۷۹۶۴۵۔ ۶/۷۹۶۴۶۔ ۶/۷۹۶۴۷۔ ۶/۷۹۶۴۸۔ ۶/۷۹۶۴۹۔ ۶/۷۹۶۵۰۔ ۶/۷۹۶۵۱۔ ۶/۷۹۶۵۲۔ ۶/۷۹۶۵۳۔ ۶/۷۹۶۵۴۔ ۶/۷۹۶۵۵۔ ۶/۷۹۶۵۶۔ ۶/۷۹۶۵۷۔ ۶/۷۹۶۵۸۔ ۶/۷۹۶۵۹۔ ۶/۷۹۶۶۰۔ ۶/۷۹۶۶۱۔ ۶/۷۹۶۶۲۔

ہوئے اس وقت جو مسلمان مکہ میں رہ رہے تھے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جشہ بھرت کر جانے کا حکم دیا (السیرۃ الحلبیہ: ۲۶/۲)۔ لیکن واقعی کا بیان ہے کہ جو اصحاب جشہ سے مکہ واپس ہوئے ان کے قبائل ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو خخت قسم کی اذیتیں دینے لگے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ جشہ بھرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ: ۱/۲۷)

-۶ واقعی کا بیان ہے کہ اس بار بھرت کرنے والوں میں مردوں کی کل تعداد ۸۳۷ تھی، عورتوں میں گیرہ قریشی اور سات غیر قریشی تھیں (ابن سعد الطبقات الکبریٰ: ۱/۲۷)۔ اس طرح جشہ بھرت کرنے والے کل ۱۰۲ تھے۔ (زرقانی شرح المواہب اللدنیہ: ۳۱/۲-۳۲)۔ اس طرح موظفین کے نزدیک جشہ بھرت کرنے والوں اور واپس ہونے والوں کی تعداد متعدد ہے۔ لیکن کس ترتیب سے یہ واقعہ پیش آیا، واضح نہیں ہے۔ تمام تفصیلات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بھرت جشہ کے بعد کچھ لوگ مکہ واپس ہوئے۔ مکہ کی صورت حال دیکھنے کے بعد ان میں سے پیشتر نے دوبارہ بھرت کی اور بعض افراد مکہ ہی میں رہ گئے کچھ نئے افراد بھی دوسری بھرت میں روانہ ہوئے۔ بنوہاشم کے شعبہ ابوطالب میں مصروف ہونے کے بعد بھی یہ سلسہ جاری رہا۔ اس کے بعد بھرت مدینہ کا واقعہ پیش آیا۔ کچھ لوگ براؤ راست مدینہ منورہ پہنچ اور کچھ نئے مکہ کا راست اختیار کیا۔ مکہ والوں نے بعض کو مدینہ بھرت کرنے نہیں دی۔ زیادہ تر نے مدینہ بھرت کی اور جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

-۷ بعض روایات میں عبد اللہ بن ریبیع کی جگہ عمارة بن ولید کا ذکر ہے اور اس سفر میں دونوں کے کوادر سے متعلق بعض تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ ایک خیال یہ ہے کہ قریش نے دو مرتبہ سفارتی کوشش کی تھی۔ پہلے سفر میں عمرو بن العاص کے ساتھ عمارة بن ولید تھا اور دوسرے میں عمرو بن العاص کے ساتھ عبد اللہ بن ابی ریبیع تھے۔ (تفصیل کے لیے، طبلی السیرۃ الحلبیہ: ۳۲/۳-۳۳)

-۸ نجاشی کے بارے میں آتا ہے: کان النجاشی اعلم النصاری بما انزل علی عیسیٰ و کان قیصر پرسل الیہ علماء، النصاری لتأخذ عنه، طبلی السیرۃ الحلبیہ: ۲۹/۲) (حضرت عیشیٰ پر جو تعلیمات نازل ہوئیں، نجاشی ان کے سب سے بڑے عالم تھے۔ قیصر دوم ان کے پاس علما نصاری کو سمجھتا تھا تاکہ وہ ان سے علم حاصل کریں)۔

-۹ ہماری جن جہتیں میں سے جو افراد بدر میں شریک نہیں ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانہ میں مکہ والوں نہیں آئے اور بھرت مدینہ کے بعد مدینہ پہنچنے ان کی تعداد ابین اثقل نے ان ۱۲ کے علاوہ ۳۲ بتائی ہے۔ خواتین خالص عرب کی ۱۳ اور باہر کی ۵ تھیں۔ (ابن ہشام: ۱۵/۵-۱۵)

دیدہ زیب، دل کش ”دعویٰ وال چارت“

(ترجمان میں خیرخواہ کی تذکیری ۶ فتح عبارتی --- "۱۶" سائز میں)

تعلیمی اداروں، گھروں، دکانوں، ہسپتالوں، دفاتر اور

مساجد میں آویزان کرنے کے لیے مناسب اور موثر

ہدیہ: ۵ روپے فی وال چارت (علاوہ ڈاک خرچ)

زیادہ تعداد میں لیجیئے، بھیلاجیئے --- اور اجر مسلسل حاصل کیجیئے

منشورات، منسوجات، میان رود لا ہور - 54570 فون: 5425356 لیکس: 7832194 (042)

والدین کی طرف سے کامیابی پر بحیرہ، کیلئے بھترین تحفہ

☆ سورج کا پیام	☆ پچی کامیابی	☆ چڑیا کے نکے
☆ ہاتھیوں والے		
☆ ٹھنڈی چھاؤں	☆ غاروالے	☆ گدوکی گڑیا
☆ ایک اکیلا دو گیارہ		☆ مہمان ریپھ
☆ اچھی نظیمیں	☆ آسان کہانیاں	☆ گڑیا کی نظیمیں (اول و دوم)

➡ آپ کا بچہ ○ ← آپ کا مستقبل

بچوں کے لئے کتب کے انتخاب پر خصوصی توجہ دیں۔

کل قیمت : - 210 روپے رعائتی قیمت : - 140/-

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

کے درج ذیل مراکز پر تشریف لائیے

حدائق آفس :

8- شاہ جمال روڈ، اچھرہ لاہور- فون نمبر 91-7532590-042

13- ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور- فون : 042-7658764 ☆

منصورہ ملتان روڈ، لاہور- فون : 042-448022 ☆

10- چیئر جی روڈ، اردو بازار لاہور- فون : 042-7248676 ☆

10- بی، شہزاد پلازا گارڈن کالج روڈ- راولپنڈی- اسلام آباد ☆